OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
April-June-2024
Vol: 9, Issue: 34
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں نبوت وولایت کی تعبیر و تشریح

"Illuminating the Concept of Prophethood and Wilayah (Spiritual Authority) through the Letters of Imam Rabbani"

Usman Haider Saifi
M Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies, G C University, Faisalabad, Punjab, Pakistan:**usmanhaidersafi786@gmail.com**
Humayun Abbas
Dean Islamic and Oriental Learning Islamic Studies, G C University, Faisalabad, Punjab, Pakistan:drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

DOI: https://doi.org/10.54692/abh.2024.09342176

Abstract

"Prophethood and sainthood are two separate stations. Imam Rabani (may God have mercy on him) has clearly explained that sainthood, no matter how high it may be, cannot reach the level of prophethood. The prophethood of a prophet is superior to his sainthood. Some Sufis consider sainthood to be superior to prophethood because it involves a direct connection with God, whereas prophethood involves a connection with creation. However, Imam Rabani rejects this view. Similarly, he has divided sainthood into different levels, including secondary and primary sainthood, and has explained the levels of sainthood of the prophets and the Muhammadan and Ahmadic sainthood". "In your opinion, the Muhammadan sainthood is superior to all other sainthoods, but you say that after a thousand years, the Muhammadan sainthood has been transferred to the Ahmadic sainthood, and now the Ahmadic sainthood is superior."

Keywords: Nabūwwat, Wilāyat, Muḥammadī, Aḥmadī,

تصوف کے اندر کئی طرح کی اصطلاحات بیان کی گئی ہیں جن کو صوفیائے کرام نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے اور انہی میں سے ولایت و نبوت ہیں ان پر بھی مختلف اسالیب کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے لیکن امام ربانی رحمۃاللہ علیہ نے نبوت وولایت کو مفصل اور مدلل انداز سے بیان کیا ہے کہ نبوت سے مراد وہ قرب الٰہی ہے کہ جس میں ظلیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور ولایت یہ ظلیت کے داغ سے داغدار ہوتی ہے اور پھر ولایت کی اقسام کو بیان کیا ھے مثلاً ولایت احمدی و محمدی اور ولایت صغری و کبری وغیرہ اور پھر ولایت و نبوت کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے ۔

نبوت

نبوت سے مراد وہ قرب الٰہی ہے کہ جس میں ظلیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا اس قرب کا عروج حضرت تعالی کی طرف رخ رکھتا ہے اور اس کا نزول مخلوق کی طرف اور یہ قرب اصل میں انبیاء علیہم السلام کا نصیب ہے اس کی ابتدا جناب آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی انتہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔

جس طرح خادمین کو اپنے مالکوں کی دولت سے حصہ نصیب ہوتا ہے اسی طرح کامل تابع داروں کو بھی حصہ نصیب ہوتا ہے یہ وراثت کے طور پر ہے اور یہ نبوت کے ختم ہونے کے منافی نہیں ہے [1] نبوت میں نزول کے وقت مخلوق کی طرف توجہ ہوتی ہے اور یہ توجہ ظاہر و باطن کے اعتبار سے ہوتی ہے اور نبوت میں نزول اتم واکمل ہوتا اور نبی مخلوق کو کلی طور پر دعوت دینے میں مشغول ہوتا ہے۔[2]

بعض مشائخ نے سکر وقت میں کہا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور بعض دوسرے مشائخ نے اس سے مراد نبی کی ولایت لی ہے تاکہ ولی کے نبی پر افضل ہونے کے وہم کو رفع کیا جائے لیکن حقیقت میں معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ نبی کی نبوت بھی اس کی ولایت سے افضل ہوتی ہے ولایت میں تو تنگی یہ سینہ کے باعث رخ مخلوق کی طرف نہیں کیا جا سکتا لیکن نبوت میں کمال انشراح کی بناء پر نہ تو حق سبحانہ و تعالی کی طرف توجہ سے مانع ہوتی ہے اور

---

[1] مجدد الف ثانی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، کوئٹہ: مکتبہ امدادیہ، س ن، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 301
Mujaddid al-Thānī, Shaykh Aḥmad, Maktūbāt Imām Rabānī, Quetta: Maktabah Imḍādiyah, s.n., Jild Awal, Daftir Awal, Maktūb301

[2] ایضا، جلد 2، دفتر 2، مکتوب 46

Ibid, Vol 2, Daftir 2, Maktūb 46

نہ خالق کی طرف توجہ کرنا حق سبحانہ و تعالی کی طرف توجہ سے مانع ہوتا ہے نبوت میں صرف مخلوق کی طرف ہی رخ نہیں ہوتا تاکہ ولایت کو جس میں رخ حق کی طرف ہوتا ہے نبوت پر ترجیح دیں۔

تو معلوم یہ ہوا کہ نبوت میں بیک وقت رخ اللہ کی طرف بھی ہوتا ہے اور بندوں کی طرف بھی ہوتا ہے لیکن ولایت میں ایسا نہیں ہوتا۔[3] اور جب ولایت کے مقام کی انتہاء ہوتی ہے تو وہاں سے مقام نبوت کی ابتداء ہوتی ہے اور اس کے کمالات ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور اس حالت میں حقیقت شریعت نصیب ہوتی ہے کمالات نبوت کے سامنے ولایت کی کوئی اوقات نہیں جس طرح ذرہ کی آفتاب کے سامنے کوئی اوقات نہیں ۔[4]

امام ربانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ولایت و نبوت کے عروج و نزول کے حوالہ سے بحث کرتے ہیں کہ

جس طرح ولایت میں عروج ہوتا ہے نبوت میں اس سے کئی گنا زیادہ عروج ہوتا ہے اور حالت عروج میں رخ اللہ رب العزت کی طرف ہوتا ہے اور حالت نزول میں فرق اس قدر ہے کہ ولایت میں بظاہر توجہ خلق کی طرف ہوتی ہے اور باطن میں حق سبحانہ و تعالی کی طرف توجہ ہوتی ہے اور نزول نبوت میں ظاہر و باطن دونوں طرح خلق کی طرف متوجہ ہے اور انہیں مکمل طور پر حق تعالی کی طرف دعوت دیتا ہے اور یہ نزول ولایت کے نزول سے اتم واکمل ہے اور مخلوق کی طرف ان کی یہ توجہ عوام کی توجہ کی طرح نہیں ہے جس طرح کہ ان لوگوں نے گمان کیا ہے بلکہ عوام کی توجہ مخلوق کی طرف ان کے ماسوا میں گرفتاری کی بناپر ہے اور اخص الخواص کی توجہ مخلوق کی طرف گرفتاری کی بناپر نہیں ہے کیونکہ یہ بزرگ ماسوا کی گرفتاری سے پہلے ہی آزاد ہو چکے ہیں تو یہ بحث واضح کر رہی ہے کہ کسی بھی جانب سے ولایت و نبوت کا موازنہ کیا جائے تو ہر حال میں نبوت ہی افضل ہے۔[5]

مقام ولایت میں جسم عنصری کے اجزاء بغاوت و سرکشی سے باز آ جاتے ہیں مثلا جسم عنصری کا جز و ناری اطمینان نفس کی وجہ سے اپنے بہتر اور بڑا ہونے کے دعوے سے باز آ جاتا ہے اور خاکی جز و اپنی عاجزی اور کمینگی سے پشیمان نہیں ہوتا اسی طرح باقی اجزاء ہیں لیکن کمالات نبوت کے مقام میں بدن کے اجزاء اعتدال پر آ جاتے ہیں اور افراط

---

[3] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، 108

Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Jild Awal, Daftir Awal, Maktūb108

[4] ایضا، جلد 2، دفتر 2، مکتوب 46

Ibid, Vol 2, Daftir 2, Maktūb46

[5] ایضا

Ibid

و تفریط سے نجات پا جاتے ہیں اسی بناپر ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اسلم شیطانی یعنی میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے شیطان جس طرح آفاق میں ہے انفس میں بھی ہے اور وہ ناری جزو ہے جو اپنے بہتر ہونے کا مدعی اور اپنی بڑائی اور بلندی کا خواہاں ہے جو صفات رزیلہ میں سے بدترین صفت ہے اور اس کا اسلام لے آنا اس کی ان بری صفات کے ازالے سے کنایہ ہے بس کمالات نبوت میں اطمینان قلب بھی ہے اور اطمینان نفس بھی اور اجزائے قالب کا اعتدال بھی ہے لیکن ولایت میں بس یہی اطمینان قلب ہے اور زیادہ سے زیادہ اطمینان نفس ہے اور جو میں نے کہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اطمینان نفس ہے اس بناپر کہا ہے کہ نفس کا اطمینان کامل اور بے تکلف طور پر اجزائے قالب کے بعد حاصل ہوتا ہے۔[6]

ولایت

ولي: فِي أَسماء اللَّه تَعَالَى: الوَلِيُّ هُوَ الناصِرُ، وَقِيلَ: المُتَوَلِّي لأُمور الْعَالَمِ وَالْخَلَائِقِ القائمُ بِهَا، وَمِنْ أَسمائه عَزَّ وَجَلَّ: الْوَالِي، وَهُوَ مالِكُ الأَشياء جَمِيعِهَا[7]

''ولی یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور ولی کا معنی ہے مددگار اور ایک کال یہ کیا گیا ہے کہ جو خلائق اور عالم کے امور کی نگرانی کرنے والا ہے اس کو ولی کہتے ہیں اور والی اس کو کہتے ہیں جو تمام اشیاء کا مالک ہو۔ ''

اس آیت مبارکہ میں ولی کا معنی مددگار کیا گیا ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْاۙ-يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِﳛ[8]

''اللہ مسلمانوں کا والی ہے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔''

ولایت سے مراد وہ قرب الٰہی ہے جو ظلیت کی آمیزش کے بغیر ممکن نہیں اور حجابات کے پردوں کے بغیر حاصل نہیں اگر اولیاء کی ولایت ہے تو وہ ظلیت کے داغ سے داغدار ہے اور انبیاء علیھم السلام کی ولایت اگرچہ ظلیت

---

[6] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد2، دفتر2، مکتوب50

Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Vol2, Daftar 2 Maktūb50

[7] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، القاہرہ: دار المعارف، 1119ھ، جلد15، ص:406

Ibn Manẓūr, Muḥammad bin Makram, Lisān al-ʿArab, al-Qāhirah: Dār al-Maʿārif, 1119 AH,15:406

[8] البقرۃ:257

al-Qur'ān,2:257

سے نکل چکی ہے لیکن اسماء وصفات کے پردوں کے بغیر متحقق نہیں اور ولایت ملاءاعلیٰ اگرچہ اسماء وصفات کے حجابات سے بلند تر ہے لیکن شیون واعتبارات ذاتیہ کے حجابات اس میں بھی موجود ہیں۔[9]

ولایت سے مراد قرب الٰہی ہے جو نسیان ماسوا کے بعد حق تعالیٰ اپنے اولیاء کو عنایت فرماتا ہے بعض کو قرب کے ساتھ مغیبات پر اطلاع ملتی ہے اور بعض کو قرب کے ساتھ مغیبات پر اطلاع نہیں ملتی اور تیسری قسم کے وہ لوگ جن کو صرف مغیبات پر اطلاع ملتی ہے یہ اہل استدراج ہیں اور ولایت کے لئے قرب الٰہی شرط ہے اور یہ کشف و کرامات نہیں اور یہ ولایت کے مقام میں نہ اضافہ کرتی ہیں اور نہ ہی ولایت کے مقام میں کمی کرتی ہیں[10]

وہ نور جو پہلے جسم کی جسمانیت میں متفرق ہو گیا تھا اگر اس کو دوبارہ مطلوب اقدس کے مشاہدہ میں میں احسن طریقے پر استغراق حاصل ہو گیا اور اس کو اس بارگاہ مقدس کی طرف پوری طرح سے توجہ میسر ہو گی تو اس وقت ظلمت اس کی تابع و فرمانبردار ہو جائے گی اور اور اس کے انوار کی کثرت میں جذب ہو جائے گی پس جب یہ استغراق اس حد تک پہنچ جائے کہ اپنے ظلمانی متعلق کو بھول جائے اور اپنی ذات سے اس کے وجود کے متعلقات سے کلی طور پر بے خبر ہو جائے اور نور الانوار کے مشاہدہ میں فنا ہو جائے اور اس کے پردوں کے پیچھے سے مطلوب کا حضور حاصل ہو جائے تو وہ فناء جسدی اور فنا روحی سے مشرف ہو جائے گا اگر اس کو مشہود میں فنا حاصل ہونے کے بعد بعد اس مشہود کے ساتھ بقا بھی حاصل ہو جائے تو اس کے لئے فنا اور بقا کی دونوں جہتیں مکمل ہو جائیں گے اس وقت اس پر پر ولایت کے اسم کا اطلاق صحیح ہو جائے گا ۔ پھر اس ولی کی حالت دو باتوں سے خالی نہیں ہو گی یا وہ کلی طور پر اپنے مشہود میں مستغرق ہو جائے گا یا مخلوق خدا کی طرف دعوت دینے کے لئے لیے اس طرح پر رجوع حاصل ہو گا کہ اس کا باطن خالق کے ساتھ اور اس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ ہو گا۔[11]

ولایت فناء و بقا سے عبارت ہے کہ خوارق اور کشف خواہ کم ہوں یا زیادہ اس کے لوازم سے ہیں لیکن یہ نہیں کہ جس سے خوارق زیادہ ظاہر ہوں اس کی ولایت ہی اتم ہے بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے خوارق بہت کم ظاہر

---

[9] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، مکتوب 302
Mujaddid al-Thān,Maktūbāt Imām Rabānī, Vol 1, Daftir Awal, Maktūb302

[10] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد 2، دفتر 2، مکتوب 92
Mujaddid al-Thān,Maktūbāt Imām Rabānī, Vol 2, Daftir 2, Maktūb92

[11] ایضاً، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 22
Ibid, Vol , Daftir Awal, Maktūb22

ہوتے ہیں مگر ولایت اکمل ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں جس طرح نفس ولایت کے حاصل ہونے میں ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا شرط نہیں اسی طرح اس کو اپنے خوارق کے وجود کا علم ہونا بھی شرط نہیں [12]

مقام ولایت میں دنیا و آخرت سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں اور آخرت کے ساتھ گرفتاری کی طرح تصور کرنا چاہیے اور درد آخرت کو بھی درد دنیا کی طرح اچھا خیال نہیں کرنا چاہیے امام داؤد طائی فرماتے ہیں کہ اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو دنیا سے الگ ہو جاؤ اور اگر بزرگی کے طالب ہو تو آخرت سے ناامید ہو جاؤ مختصر یہ ہے کہ فناء جو حق تعالی کے سوا ہر شے کو فراموش کر دینے سے عبارت ہے دنیا و آخرت کو شامل ہے اور فناء و بقا دونوں ولایت کے اجزاء ہیں بس ولایت میں نسیان آخرت سے چارہ نہیں [13]

فناء و بقا جذبہ و سلوک یہ چیزیں قرب ولایت کے ساتھ خاص ہیں کہ اولیاء امت اس سے مشرف ہوتے ہیں صحابہ کرام صحبت مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بدولت ان سب چیزوں سے ماورآء ہیں کیونکہ یہ قرب اصالت ہے جو قرب ولایت کی نسبت کئی گنا افضل ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ دولت صرف صحبت و تبیعت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے [14]

ولایت ظلی/ولایت اصلی

جو کچھ آفاق و انفس کے آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے وہ ظلیت کے داغ سے داغدار ہوتا ہے اب اس مرتبہ میں جو ولایت نصیب ہوتی ہے وہ ولایت ظلی ہے اور دائرہ ظل کے منتہی حضرات کو تجلی برقی جو کہ مرتبہ اصل سے پیدا ہوتی ہے حاصل ہے جو کہ ایک ساعت کے لیے آفاق و انفس کی قید سے آزاد کرا دیتی ہے اسی کو ولایت صغریٰ بھی کہتے ہیں اور اس کی انتہا یہ ہے کہ تجلی برقی کے حصول سے پیوست ہو جاتی ہے جب معاملہ آفاق و انفس سے گزر کر فعل و صفت میں آجائے تو اس وقت ولایت اصلی شروع ہو جاتی ہے [15]

---

[12] ایضاً، مکتوب 216

Ibid, Maktūb216

[13] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول ، مکتوب 302

Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Maktūb302

[14] ایضا، مکتوب 313

Ibid, Maktūb313

[15] ایضاً، جلد 2، دفتر 2، مکتوب 3

Ibid,Vol 2, Daftir 2, Maktūb3

ولایت ظلی میں وہم سے خلاصی اور نجات موت کے بعد میسر آتی ہے کیونکہ وہم عدم کی طرف رخ کرلیتا ہے اور ولایت اصلی میں وہم وخیال کی قید سے اسی دنیا میں نجات حاصل ہوتی ہے اور وہم کے ہوتے ہوئے بندہ اس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے جو کچھ ولایت ظلی والوں کو دار آخرت میں حاصل ہوگا ولایت اصلی والوں کو اسی دنیا میں حاصل ہو جاتا ہے ولایت ظلی میں اس دنیا کے اندر اپنے وہم وخیال سے تراشی ہوئی باتوں کے سوا مطلوب کا حصول نہیں ہوتا لیکن ولایت اصلی میں مطلوب وہم کی تراش کے نقص سے منزہ ومبرا ہے۔[16]

ولایت انبیاء

جس مقام پر ولایت اولیاء کی انتہا ہے وہاں سے ولایت انبیاء کی ابتدا ہو رہی ہے اور اس مقام میں حقیقت فنا کا آغاز ثابت ہوتا ہے اور جب ولایت کبری اپنی انتہا تک پہنچتی ہے تو یہ ولایت انبیاء کا مقام ہے[17] انبیاء کی ولایت حق تعالی کی اقربیت کا نشان بتاتی ہے اور ولایت انبیاء اس مجہول الکیفیت کی نسبت کا ثبوت دیتی ہے ولایت انبیاء اقربیت کے باوجود قرب کو عین بعد جانتی ہے اور شہود کو عین غیبت سمجھتی ہے۔"[18]

انبیاء علیہم السلام کی ولایت جو ظل سے گزر چکی ہے امر دیگر ہے اس مقام میں صفات بشریت کی برائی کے متعلقات کی نفی مطلوب ہے نہ کہ اصل ان صفات کی نفی جب بری صفات کے متعلقات کی نفی حاصل ہو گئی ولایت انبیاء علیہم السلام حاصل ہو گئی اس کے بعد جو عروج حاصل ہو گا وہ کمالات نبوت سے متعلق ہو گا۔[19]

ولایت صغریٰ

جب سالک عالم امر کے لطائف پنجگانہ کو ترتیب وار طے کر کے ان کے اصول میں جو کہ عالم کبیر میں ہیں سیر کرتا ہے اور محض فضل رب العزت سے ان سب کو ترتیب وار طے کر کے ان کے اخیر نقطہ تک پہنچتا ہے تو اس وقت وہ دائرہ امکان کو سیر الی اللہ کے ساتھ تمام کرلیتا ہے فنا کے اسم کا اطلاق اپنے اوپر کر کے ولایت صغریٰ میں سیر شروع کرتا

---

[16] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد 2، دفتر 2، مکتوب 3

Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Maktūb 3

[17] ایضا، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 260

Ibid, Vol, Daftir Awal, Maktūb260

[18] ایضا

Ibid

[19] ایضا، مکتوب 302

Ibid, Maktūb302

ہے اور یہی ولایت اولیاء ہے اس کے بعد اگر اللہ تعالی کے اسمائے وجوبی کے ظلال میں جو حقیقت میں عالم کبیر کے ان پنجگانہ لطائف کے اصول ہیں جن میں عدم کی آمیزش تک نہیں سیر واقع ہو جائے اور ان سب کو اللہ تعالی کے فضل سے سیر فی اللہ کے طریق سے طے کر کے ان کی نہایت تک پہنچ جائے تو وہ اسمائے وجوبی کے ظلال کے دائرہ کو بھی پورا کر لیتا ہے اور اللہ تعالی کے اسماء وصفات واجبی کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے ولایت صغریٰ کے عروج کی نہایت یہی تک ہے۔[20] ولایت صغریٰ ہو یا کبری توحید وجودی سے کمالات تک نہیں پہنچا جا سکتا اس کے لیے توحید شہودی کا ہونا ضروری ہے تاکہ فنا متحقق ہوں اور ماسوا کا نسیان بھی حاصل ہو[21]

ولایت علیا

اسمائے ظاہر میں سیر کرنے کے بعد جب اسم باطن میں سیر شروع ہو جائے اور یہ جو اسماء اسم باطن سے تعلق رکھتے ہیں یہ ملائکہ اور ملاء اعلی علیہ السلام کے تعینات کے مبادی ہیں اور ان اسماء میں سیر کا آغاز کرنا ولایت علیا میں قدم رکھنا ہے جو کہ ملاء اعلی کی ولایت ہے اسم ظاہر کے ساتھ جب اسم باطن میں سیر واقع ہوتی ہے تو اس وقت آدمی کو دونوں بازو حاصل ہوتے ہیں اور اسم ظاہر کی سیر میں صفات میں لیکن ان میں ذات کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا اور اسم باطن کی سیر بھی اگرچہ اسماء میں ہے لیکن اس میں ذات ملحوظ ہے جیسے صفات علم میں ذات ہر گز ملحوظ نہیں لیکن علیم میں ملحوظ ہے کیونکہ علیم ایک ذات ہے جس کی صفت علم ہے پس علم کی سیر اسم ظاہر کی ہے اور علیم کی سیر اسم باطن کی ہے اور اس فرق کو تھوڑا گمان مت کرو یہ بہت بڑا فرق ہے لکھنے اور بیان کرنے میں مختصر ہے لیکن طے کرنے میں پچاس ہزار سال کی مدت کا اندازہ کیا گیا ہے: اور ان دونوں بازو کے حصول کے بعد جب سیر واقع ہوئی اور عروجات حاصل ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ ترقیاں اصالت کے طور پر عنصر نازی کے نصیب میں ہیں اور عنصر ہوائی اور عنصر آبی کے ملائکہ کو بھی ان سہ گانہ عناصر سے حصہ ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت کسی بھی قسم کی ہو سب کی سب مقام نبوت کے ظلال ہیں وہ تمام کمالات خاص ان کمالات کی حقیقت کے شبہ اور مثال کی طرح ہیں[22]

---

[20] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، مکتوب 302

Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Vol 1, Daftir Awal, Maktūb302

[21] ایضا، نمبر 272

Ibid, Maktūb272

[22] ایضاً، مکتوب 260

Ibid, Maktūb260

ولایت کبری

جس مقام پر ولایت صغریٰ کی انتہا ہے وہاں سے ولایت کبری کی ابتدا ہے اور یہی ولایت انبیاء ہے اس مقام میں حقیقت فنا کا آغاز متحقق ہوتا ہے اس کے بعد اگر اسماء وصفات کے دائرہ میں جو کہ اس دائرہ ظل کی اصل ہے سیر فی اللہ کے طریق پر عروج واقع ہو جائے تو وہاں سے ولایت کبری کے کمالات شروع ہو جاتے ہیں اور یہ ولایت کبری انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے پر ان کی پیروی کے باعث ان کے اصحاب کرام بھی اس دولت سے مشرف ہوئے اس دائرہ کے نیچے کا حصہ اسماء وصفات زائدی کا متضمن ہے اور اس کا نصف بالائی حصہ شیون واعتبارات ذاتیہ پر مشتمل ہے عالم امر کے لطائف کے عروج کی انتہا اسماء وشیونات کے دائرہ کی نہایت تک ہے اسماء وصفات کے اصول سہ گانہ حضرت ذات میں محض اعتبارات ہیں جو کہ صفات وشیونات کے مبادی ہو گئے ہیں ان اصول کے کمالات کا حاصل ہونا نفس مطمئنہ کے ساتھ مخصوص ہے اس نفس کو اس مقام میں اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس مقام میں شرح صدر حاصل ہوتا ہے سالک اسلام حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں نفس مطمئنہ صدارت کے تخت پر جلوس فرماتا ہے ہر مقام رضا پر ترقی کرتا ہے یہ مقام ولایت کبری کی انتہا کا مقام ہے اور یہی ولایت انبیاء کا مقام ہے۔

نفس مطمئنہ شرح صدر کے حصول کے بعد کمالاتِ ولایت کبری کے لوازم میں سے ہے اپنے مقام سے عروج کر کے تخت صدر پر ترقی کر جاتا ہے وہاں تمکن وسلطنت حاصل کرتا ہے قرب کے ممالک پر غلبہ پالیتا ہے اور یہ تخت صدر حقیقت میں مرتبہ ولایت کبری کے عروج کے تمام مقامات سے بلند ہے اس تخت پر بیٹھنے والے کی نظر قلب کی گہرائیوں میں نفوذ کرتی ہے پر غیب الغیب میں سرایت کر جاتی ہے اور اس مطمئنہ کی تمکین کے بعد عقل بھی اپنے مقام سے نکل کر عقل معاد کا نام حاصل کرلے گی اور یہ دونوں باہم اتحاد سے اپنے کام میں متوجہ ہو جائیں گے [23] ولایت کبریٰ کے کمالات کے لئے لیے وجودی توحید بالکل درکار نہیں توحید شہودی حاصل ہونی چاہیے تا کہ فنا متفق ہو جائے اور ماسوی اللہ کا نسیان بھی حاصل ہو جائے۔[24]

---

[23] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، مکتوب 260
Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Vol 1, Daftir Awal, Maktūb 260

[24] ایضاً ، مکتوب 272
Ibid, 272

ولایت محمدی/ولایت خاصہ

ہر نبی علیہ السلام کے قدم پر ایک ولایت ہے لیکن سب سے اعلی ولایت محمدی ہے ہے کیونکہ کہ تجلی ذاتی جس میں اسماء وصفات اور شیون واعتبارات کا کوئی اعتبار نہیں نہ ایجاب واثبات کے طور پر اور نہ ہی سلب و نفی کے طور پر وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے ساتھ مخصوص ہے اس ولایت میں تمام وجودی اور اعتباری حجابات کا دور ہونا علما اور عینا اسی مقام میں ثابت ہوتا ہے اس مقام میں وصل عریانی نصیب ہوتی ہے اور وجد حقیقی طور پر ثابت ہوتا ہے نہ کہ ظنی اور تخمینی طور پر اس مقام کا حصول کامل اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پوشیدہ ہے۔

ولایت خاصہ ولایت محمدیہ ہے اس میں فنائے تام اور بقاء اکمل حاصل ہوتی ہے جو شخص اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوا تو اس کا بدن حق تعالی کی اطاعت میں مطیع ہو گیا اس کا سینہ اسلام کے لیے کھل گیا اس کا نفس آوارگی اور لوامگی سے آزادی حاصل کر کے مطمئنہ ہو گیا وہ اپنے آقا سے راضی اور اس کا مولا اس سے راضی ہو گیا اس کا قلب حق تعالی کے لیے خالص ہو گیا اس کا لطیفہ روح مکمل طور پر حضرت صفات لاہوت کے مکاشفہ سے واصل ہو گیا اس کا لطیفہ سر شیون واعتبارات کے ملاحظہ کے ساتھ مقامات تجلیات ذاتیہ برقیہ سے مشرف ہو گیا اور اس کا لطیفہ خفی کمال درجہ تنزہ اور تقدس اور عظمت وکبریائی کے سامنے دریائے حیرت میں ڈوب گیا۔

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ ولایت محمدی کے حصول کا ذریعہ اتباع شریعت محمدی کو ٹھہراتے ہیں اور فرماتے ہیں

" ولایت خاصہ محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نعمت عظمی کا حصول آپ کی کمال اتباع پر موقوف ہے کیونکہ ہر نبی کی شریعت جو از راہ نبوت اس کو عطا کی جاتی ہے اس کی ولایت کے مناسب ہوتی ہے کیونکہ ولایت میں کلیۃ رخ حق سبحانہ وتعالی کی طرف ہوتا ہے جب اسے نبوت کے ساتھ دعوت وارشاد کے لیے نیچے لاتے ہیں تو وہ اسی نور کے ساتھ نیچے تشریف لاتا ہے اور اسی کمال کو مخلوق کی توجہ کے ساتھ جمع کرتا ہے اور مقام نبوت کے کمالات کے حصول کا سبب بھی وہی نور ہوتا ہے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر نبی کی شریعت اس کی ولایت کے مناسب ہوتی ہے اور اس شریعت کی اتباع اور پیروی اس نبی کی ولایت تک پہنچا دیتی ہے۔"

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعض پیروں کاروں کو آپ کی ولایت سے حصہ نصیب نہیں ہوتا جب کہ وہ دوسرے انبیاء کے قدموں پر ہوتے ہیں اور ان کی ولایت سے حصہ پاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ اس کا جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کی شریعت تمام شریعتوں کی جامع ہے اور اس شریعت کی اتباع تمام شریعتوں کی اتباع ہے تو جس نبی کے ساتھ کسی کے استعداد ہوتی ہے اسی کی مناسبت سے اس کی

ولایت سے حصہ حاصل ہوتا ہے اور حقیقت میں یہ تمام ولایات ولایت محمدی کا جزو ہیں اور آپ کی ولایت سے حصہ نصیب نہ ہونا یہ اتباع میں کمی کی وجہ سے ہے جس قدر اتباع کامل ہوتی ہے اسی قدر ولایت محمدی سے حصہ نصیب ہوتا ہے۔[25]

امام ربانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ولایت محمدی کے حصول کا ذریعہ کچھ اس انداز سے بیان فرماتے ہیں کہ

سیر و سلوک کو حاصل کرنے کے سات قدم ہیں دو عالم خلق میں اور پانچ عالم امر میں ہیں اور ان قدموں کو طے کرنے کے بعد ہی فنائے اتم حاصل ہوتی ہے اور اسی پر ہی بقا مرتب ہوتی ہے ولایت خاصہ محمدیہ کا حاصل ہونا اسی فناء وبقا پر موقوف ہے کیونکہ یہ سب کچھ اتباع مصطفی پر منحصر ہے[26]

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ولایت محمدی کی افضیلت اور سبقت کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ ولایت محمدی کی سبقت اور قرب کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اس مرکز محبوبیت کے اندر دور دور تک جایا جائے گا تو وہ مرکز بھی دائرہ کی صورت پیدا کرتا ہے جس کے مرکز میں خالص محبوبیت نظر آتی ہے اور محبوبیت کا محیط محبیت سے ملا ہوا ظاہر ہوتا ہے جو کہ آپ کی امت کے افراد میں کسی فرد کو آپ کی پیروی میں نصیب ہوتا ہے بلکہ ولایت موسوی کی تبیعت میں بھی جو کہ محیط دائرہ کے مناسب ہے اسی وجہ سے آیا ہے کہ ولایت محمدی ہر وقت مرکز ہے اور محبیت کا منشاء بھی اس ولایت کی برکات سے ہے کہ جس کے ملنے سے مرکز ثانی دائرہ ہوا ہے اور ایک اور مرکز اس سے پیدا ہوا ہے۔[27]

امام ربانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ولایت محمدی کو ولایت موسوی پر ترجیح کی ایک صورت کا خلاصہ اس انداز سے بیان فرماتے ہیں :

"کہ جب اللہ تعالی کی عنایت سے اس مرکزی نقطہ میں دور دور تک جایا جائے گا کہ اس دائرہ کا مرکز محبت ہے محب اور محبوب الگ الگ ہو جائیں گے اور دائرہ کی صورت پیدا ہوتی ہے کہ اس دائرہ کا مرکز محبوبیت ہے اور اس کا

---

[25] مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 77

Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Jild Awal, Daftir Awal, Maktūb77

[26] ایضا، مکتوب 196

ibid, Maktūb196

[27] ایضاً، جلد 2، دفتر 3، مکتوب 93

Ibid, Vol 2, Daftir 3, Maktūb93

محیط محبیت ہے تو وہ محبیت ولایت موسوی کا مبداء ہے اور اس مبداء کی محبوبیت ولایت محمدی ہے پس یہ محبوبیت کا مرکز اس مرکز محبیت سے کہ دائرہ ہو چکا ہے پہلے ہوا ہے اور اللہ تعالی کی بارگاہ کے زیادہ نزدیک ہوا کیونکہ مرکز کو ایک ایسا قرب اور سبقت ہے جو دائرہ کو نہیں ہے اور اسی طرح اس مرکز کو دائرہ کے محیط کی نسبت سبقت اور قرب ہے جو محیط کو نہیں ہے پس ولایت محمدی ولایت موسوی سے بھی اسبق واقرب ہے"[28]

ولایت احمدی

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو ناموں سے موسوم ہیں اور دونوں اسم مبارک قران مجید میں لکھے ہوئے ہیں محمد رسول اللہ اور حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا اسمہ احمد ان دونوں مبارک ناموں کی ولایت علیحدہ ہے ولایت محمدی اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کے مقام سے پیدا ہوئی ہے لیکن اس جگہ خالص محبوبیت ثابت نہیں بلکہ اس میں محبیت کی آمیزش بھی ہے اگرچہ وہ آمیزش اس کے اصل میں ثابت نہیں ہے لیکن محبوبیت خالص کے مقام سے مانع ہے اور ولایت احمدی خالص محبوبیت سے پیدا ہوئی ہے جس میں محبیت کا شائبہ تک نہیں ہے اور یہ ولایت پہلی ولایت سے بلند تر ہے اور ایک منزل مقصود سے نزدیک تر ہے اور محب کو زیادہ مرغوب ہے کیونکہ محبوب جتنا بھی محبوبیت میں مکمل ہوگا اس کی بے نیازی اور استغناء بھی کامل تر ہوگا اور محب کی نگاہ میں زیادہ خوبصورت اور زیبا تر ہوگا اور محب کو اپنی طرف زیادہ کھینچے گا سبحان اللہ احمد عجیب مبارک نام ہے جو کہ کلمہ مقدسہ احد سے مرکب ہے اور حروف میم کے حلقہ سے جو کہ اللہ تعالی کے عالم میں بیچوں میں پوشیدہ اسرار میں سے ہے اور اس کی گنجائش نہیں رکھتا کہ عالم چوں میں اس پوشیدہ راز کو حلقہ میم کے بغیر تعبیر کیا جا سکے اور اگر اس کی گنجائش ہوتی تو اللہ تبارک و تعالی اس سے تعبیر فرماتے احد احد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حلقہ میم طوق عبودیت ہے کہ جس نے بندہ کو مولا سے الگ کیا ہے پس بندہ وہی میم کا حلقہ ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کے لیے آیا اور اس کے اختصاص کا اظہار کیا ہے۔

ہزار سال کے بعد اس کو امور عظام کے تغیر میں ایک تاثیر ودیعت کی ہے اس ولایت کا معاملہ ہے اس ولایت تک کھینچا اور ولایت محمدی ولایت احمدی پر منتہی ہوئی اور کاروبار عبودیت کے دو طوق سے ایک تک پہنچا اور پہلے طوق کی جگہ حرف الف جو کہ اس کے رب سے اشارہ ہے متمکن ہوا جہاں تک کہ محمد احمد ہوا اس کا بیان یہ ہے کہ عبودیت کے دو

[28] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد 2، دفتر 3، مکتوب 93

Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Vol 2, Daftir 3, Maktūb 93

طوق میم کے دو حلقوں سے عبارت ہیں جو اسم مبارک محمد میں مندرج ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ دو طوق ان کے دو تعین کی طرف اشارہ ہو ان دو تعین میں سے ایک تعین بشری ہے اور دوسرا تعین روحی ملکی اور تعین ہے جسدی میں اگرچہ موت آجانے کی وجہ سے سستی اور نقص آجاتا ہے اور تعین روحی نے اور قوت حاصل کر لی لیکن اس تعین کا اثر باقی رہا تھا ہزار سال چاہیے تھے کہ اس کا اثر بھی زائل ہو اور اس تعین کا کوئی نشان نہ رہے اور جب ہزار سال ختم ہوئے اور اس تعین کا اکثر حصہ نہ رہا ان دو طوق میں سے ایک طوق عبودیت کھینچ لے گیا اور اس پر فناء و زوال طاری ہوا اور الف الوہیت کو اس کے بقاباللہ کے رنگ میں کہا جا سکتا ہے اس کی جگہ بیٹھا تو لازما محمد احمد ہوا اور ولایت محمدی نے ولایت احمدی میں انتقال فرمایا پس محمد دو تعین سے عبارت ہے اور احمد ایک تعین سے کنایہ ہے [29]

خلاصۃ البحث:

نبوت و ولایت دو الگ الگ مقامات ہیں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ ولایت چاہے وہ کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو نبوت کے درجہ میں قدم نہیں رکھ سکتی اور نبی کی نبوت نبی کی ولایت سے افضل ہوتی ہے بعض اہل سکر حضرات ولایت کو نبوت سے افضل سمجھتے ہیں اس لیے کہ اس میں رخ رب تعالی کی طرف ہوتا ہے اور نبوت میں رخ مخلوق کی طرف ہوتا ہے لیکن آپ اس نظریہ کی تردید فرماتے ہیں اسی طرح امام ربانی رحمت اللہ علیہ نے ولایت کو مختلف درجات میں تقسیم کیا ہے کہ ولایت ظلی ہو یا اصلی ہو پھر اسی طرح درجات کے حساب سے ولایت علیا کبری اور انبیاء کی ولایت کو بیان کیا ہے اور پھر ولایت محمدی و احمدی کو بیان کیا ہے آپ کے نزدیک ولایت محمدی تمام ولایات سے افضل ہے لیکن آپ فرماتے ہیں کہ ایک ہزار سال کے بعد ولایت محمدی ولایت احمدی میں منتقل ہو گئی ہے اور اب ولایت احمدی افضل ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

[29] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد 2، دفتر 3، مکتوب 96

Mujaddid al-Thān, Maktūbāt Imām Rabānī, Jild 2, Daftir 3, Maktūb96